محافلِ نعت کے آداب اور تقاضے

تالیف
سیّد محمد سعید الحسن شاہ دامت برکاتہم العالیہ

ناشر
نور الہدیٰ فاؤنڈیشن
گلشن سعید مانانوالہ فیصل آباد

جملہ حقوق بحقِ ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب..محافل نعت کے آداب اور تقاضے

تالیف..پیر سید محمد سعید الحسن شاہ صاحب

ترتیب وتدوین..ڈاکٹر منظور احمد

پروف ریڈنگ..سید محمد حفیظ الحسن شاہ صاحب

اشاعت اول.. 2011ء

کمپوزنگ.. ایم خالد اقبال

نگران طباعت..ڈاکٹر منظور احمد

ٹائٹل ڈیزائن.. کلیم دفتر کتابت

مطبع.. حزب الاسلام پرنٹرز فیصل آباد

تعداد..1100

ہدیہ.. 60 روپے

ناشر.. نور الہدیٰ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

گلشن سعید مانانوالہ فیصل آباد

نحمد اللّٰہ تعالیٰ ونسلم علی رسولہ الکریم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے کہ آج ہم نجی سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح تک انتشار و بے چینی اور کشیدگی کا شکار ہیں، والدین اولاد سے نالاں ہیں جبکہ اولاد دوالدین کا شکوہ کر رہی ہے۔ میاں، بیوی کا اور بیوی خاوند کی شاکی ہے ہمسایہ، ہمسائے کی بے حسی پر چیں بہ چیں اور دوست، دوست کی بے وفائی کا تذکرہ لئے بیٹھا ہے۔ دکاندار کا خیال ہے کہ گاہک اس سے زیادتی کرتا ہے، چیز اچھی پسند کرتا ہے اور دام پورے نہیں ادا کرتا، جبکہ گاہک سمجھتا ہے ہے کہ دکاندار نے لوٹ مچا رکھی ہے دام کئی گنا زیادہ وصول کرتا ہے اور چیز گھٹیا دیتا ہے۔ فیکٹری کے مالک کی نظر میں مزدور کام چور ہیں، مزدور کہتا ہے کہ فیکٹری کا مالک بڑا ظالم ہے، کام زیادہ لیتا ہے اور اجرت کم دیتا ہے، اسی طرح حکومت عوام کو اور عوام حکومت کو کوس رہے ہیں۔ آخر یہ سب کیا ہے؟؟؟

یاد رکھیئے! ان تمام خرابیوں کی ایک بہت بڑی وجہ اخلاق عالیہ کا تباہ ہونا ہے جب کہ اخلاقِ عالیہ کی تباہی کا سبب دین فطرت یعنی دین اسلام سے دوری ہے۔ افسوس صد افسوس کہ ہم نے مذہب کو ثانوی حیثیت دینا ترقی کا راز سمجھ رکھا ہے اور یہی بات ہماری تباہی کا پیش خیمہ بنی۔ صد حیف اے مسلم کہ: ؎

تجھے کالی گھٹا کا بھی نہیں پہچاننا آیا
نشیمن سے دھواں اُٹھتا ہے تم کہتے ہو کہ ساون ہے

اے کاش کہ ہم نے دنیا کے فرنگی ذہن دانشوروں کی بجائے اپنے خالق ومالک پروردگار عالم کے ارشادِ ذیشان پر غور کرلیا ہوتا کہ **لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنہ** ۔(پ) تمہارے لئے (انسان کامل) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ایک بہترین نمونہ ہے۔یعنی اگرتم نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقش قدم پر چلو گے تو یقیناً انسانیت کی معراج پالو گے، آج کا موضوع تاجدار عرب وعجم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمہ جہت اُسوہ حسنہ سے صرف ایک صفت اخلاقِ کریمہ ہے تاکہ تمام موجودہ معاشرتی خرابیوں کو اسوہ نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی میں حل کیا جاسکے اسی راستے پر چل کر انسان کی حقیقی فوز وفلاح ہے۔

اخلاق کریمہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق کریمہ کے موضوع پر کچھ عرض کرنے سے قبل مناسب ہے کہ لفظ اخلاق کا معنی ذہن نشین ہوجائے۔

اخلاق کی تعریف

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اس ضمن میں رقمطراز ہیں کہ **اَلْخُلُقُ مَلَکَۃِ نَفْسَانِیَۃٌ یَسْھَلُ عَلَی الْمُتَصِفِ بِھَا الْاِتْیَانُ بِالْاَفْعَالِ الْجَمِیْلَۃِ** ’’خلق،نفس کے اس ملکہ اور استعداد کو کہتے ہیں کہ جس میں وہ پایا جائے اس کے لئے افعال جمیلہ اور خصائص حمیدہ پر عمل کرنا نہایت درجہ آسان اور سہل ہوجائے۔

(تفسیر کبیر، سورۃ قلم آیت ۴)

امام رازی علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں کہ کسی اچھے، اعلیٰ اور خوبصورت فعل کا بتکلف کرنا الگ چیز ہے لیکن اس کا خود بخود سہولت سے ادا ہونا الگ چیز ہے۔کوئی بھی فعل خلق صرف اسی وقت کہلائے گا جب اس کے کرنے میں تکلف سے کام نہ لینا پڑے۔(تفسیر کبیر)

معلوم ہوا کہ اخلاق عاجزی وانکساری ہی کا نام نہیں بلکہ باطنی طور پر تمام انسانی کمالات کی کیفیتوں کا نام خلق ہے جس کی مثال اس طرح آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے۔

رحم: اگر کوئی دکھی انسانیت کی خدمت کرتا ہے، کسی گرے ہوئے کو اٹھاتا ہے یا کسی مظلوم کی مدد کرتا ہے، تو دل میں ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے جسے ''رحم'' کہا جاتا ہے۔

عفو وصبر: ایسے ہی کسی ذاتی دشمن کو جو باوجود طاقت کے معاف کردیتا ہے اور انتقام نہیں لیتا، تو دل میں ایک قوت پیدا ہوتی ہے جسے ''عفو اور صبر'' کہا جاتا ہے۔

شجاعت: کسی ملک یا دین ومذہب کے دشمن کے خلاف نبرد آزما ہوتا ہے اسے مقابلہ کا چیلنج دیتا ہے اور جوانمردی کے ساتھ اس کا مقابلہ کرتا ہے، تو پیدا ہونے والی دلی کیفیت کا نام شجاعت ہوگا۔

خلق: اور جب انسان ایسی تمام قوتوں کو عین موقع ومحل پر استعمال کرے تو اسے خلق کہا جائے گا۔

اخلاق نبوی ﷺ: اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ اے پیارے محبوب! **اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم** (القلم آیت ۵) آپ بے شک بڑے صاحب اخلاق ہیں۔

اور خود تاجدار انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے **بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ** (میں محاسن اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف انتہائی عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔ بلکہ تمام اقسام اخلاق مثلاً سخاوت، شاعت، رحم، عضو، صبر، احسان، صدق، حوصلہ، ادب، حیاء، امانت، دیانت، مروت، اخوت، غیرت، استقامت، عفت، عدالت، وفا، حسن معاشرت، زہد وتقویٰ اور دیگر تما محاسن اخلاق کی تکمیل کے لئے تشریف

لائے اور یہ تمام صفات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

اس دعویٰ کی بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے بارہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے نہایت اختصار سے جواب دیا کہ "کان خلقه القرآن (الحدیث) یعنی جن محاسن اوصاف اور مکارم اخلاق کو اپنانے کا قرآن کریم نے حکم دیا ہے صاحبِ خلق عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سب کے سب بدرجہ اتم موجود تھے اور ہر نقص سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبرّا و منزہ تھے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ذی شان ہے کہ اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ تَادِیْبًا حَسَنًا (۵) یعنی خود پروردگارِ عالم جل شانہ نے مجھے ادب سکھایا اور اس کے ادب سکھانے کا انداز نہایت ہی اعلیٰ تھا۔ سبحان اللہ تعالیٰ جب اس معلم کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا استادِ گرامی خود خالق کائنات ہے تو اس نے اپنے اس تلمیذ ارشد کو کن کمالات علم وحکمت سے نوازا ہوگا، اس کا تصور بھی غیر ممکن ہے۔ فرماتا ہے کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرآن (۶) یعنی اپنے محبوب علیہ السلام کو قرآن کریم خود رب ذوالجلال سے سکھایا ہے جب کہ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ۔ (۷) "اے محبوب علیک السلام جو بھی آپ نہ جانتے تھے (ہم نے) آپ کو سکھادیا۔

ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآاَوْحٰی (۸) (النجم) یعنی جو اللہ تعالیٰ نے جو چاہا اپنے اس عبد خاص کو وحی فرمائی۔ (کوئی دوسرا نہیں جانتا)

اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں حُسنِ معاشرت

اس سب کچھ کے ہوتے ہوئے یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی بھی مخلوق اخلاق نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کما حقہ احاطہ کر سکے۔ بایں ہمہ اگر صرف مذکورہ بالا چند کمالات اخلاقِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہی نہایت اختصار

سے گفتگو کی جائے تو یہ رسالہ بجائے خود بہت بڑی کتاب بن جائے گا۔ اس لئے متعلقہ موضوع ''حسن معاشرت'' کے بعض اجزاء (یعنی فرض کی ادائیگی، دشمن سے سلوک اور حدود الٰہیہ کا نفاذ) کے بارہ اختصاراً کچھ عرض کیا جاتا ہے ملاحظہ کیجئے۔

فرض کی ادائیگی

حضور اکرم رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا تو اس فرض کی ادائیگی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ناقابل یقین حد تک رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا کفارِ مکہ نے میرے آقا رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جینا دوبھر کردیا۔ راہ چلتے میرے آقا علیہ السلام پر سنگ باری کرنا، راستے میں کانٹے بچھانا، سرِ انور پر کوڑا کرکٹ پھینکنا تو گویا روز کا معمول تھا۔ کفار مکہ کی ایذاء رسانی کے کیا کیا طریقے تھے اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے لگائیے۔

کفارِ مکہ کی ایذاء رسانی

ایک دن کا ذکر ہے کہ شہر مکہ کے نامور سرداران قریش قوم کفار ناہنجار صحن حرم میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور نماز ادا کرتے ہوئے بارگاہِ رب العزت میں سجدہ ریزہ ہو گئے۔ کفار کو ایک شرارت سوجھی ان میں سے ایک بولا کہ تم میں سے کون ایسا بہادر ہے جو قریب ہی مذبح خانہ میں جائے کہ وہاں لوگوں نے چند روز قبل اونٹ ذبح کئے تھے ان کی گلی سڑی بدبودار اوجھڑیاں اسی جگہ پڑی ہیں۔ وہ ان کو اٹھا لائے اور جب یہ (طیّب وطاہر رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سجدہ میں جائیں تو وہ اوجھڑیاں ان کی پیٹھ اور گردن پر رکھ دی جائیں تو بس مزہ ہی آ جائے، یہ سن کر دوسرا بدبخت سردار عقبہ بن ابی معیط بولا یہ کام میں سرانجام دوں گا۔ (گویا بتوں کی حمایت اس کا مذہبی فریضہ تھا جسے وہ ادا کر رہا تھا) چنانچہ وہ گیا اور بدبودار اوجھڑیاں اٹھا لایا اور جب پیکر

صبر ورضا منبع صدق وصفاء مجسمہ لطافت ونظافت رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ میں سر رکھا تو اس نابکار نے ان غلیظ اوجھڑیوں کو پشت انور اور گردن مبارک پر ڈال دیا۔ اوجھڑیوں سے بہنے والی گندگی نے سارا جسم انور آلودہ کر دیا۔ کفار ناہنجار اس منظر کو دیکھ کر دیوانہ وار قہقہے لگاتے اور ایک دوسرے پر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ حضور اکرم رسول محتشم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دیر تک اسی حالت سجدہ میں پڑے رہے حضرت سیدہ فاطمہ علی ابیھا وعلیہا افضل الصلوٰۃ والسلام کو پتہ چلا تو آپ تو روتی ہوئی آئیں اور اپنے ننھے ننھے معصوم ہاتھوں سے ان غلیظ اوجھڑیوں کو طیب وطاہر جسم اقدس سے الگ کیا تو پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ سے سر انور اٹھایا۔ (قدرے اختلاف کے ساتھ صحیح بخاری رقم الحدیث 240 صحیح مسلم رقم الحدیث 107-1794 سیرۃ النبوۃ ابن کثیر جلد اول)

گویا اس حالت میں طویل سجدہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا والوں پر ثابت فرما دیا کہ کوئی بڑی سے بڑی ایذاء بھی فرض کی ادائیگی کے راستہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ کسی کریم ذات اقدس کے لئے اس کے دوستوں کو اس کی وجہ سے سزا دیا جانا بھی شدید کرب ناک اور تکلیف دہ امر ہوتا ہے۔ میرے آقا رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں) ان مراحل سے بھی گذرے کفار مکہ نے صحابہ وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس قدر ایذائیں دیں کہ اوراقِ تاریخ ان کی لرزہ خیز داستانوں سے بھرے پڑے ہیں۔ یہاں ایک واقعہ سپرد قلم کیا جا رہا ہے۔ پڑھیئے اور قلب مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر گزرنے والی کیفیت کا اندازہ لگایئے۔

خاندان سیّدنا یاسر رضی اللہ عنہما کی استقامت ایمانی

حضرت سیدنا یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تین افراد کا مختصر سا گھرانہ یعنی آپ،

آپ کی بیوی حضرت سمیہ اور آپ کے بیٹے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کرم سے وابستہ ہوئے تو کفار مکہ نے ان پر ظلم کے پہاڑ توڑنے شروع کردیئے حضرت عمار اور حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ننگی پیٹھ دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹایا جاتا س سے جسم انور کی کھال جل گئی تھی۔ رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کو اس حال میں دیکھتے تو سخت بے چین ہو جاتے اور ان مظلوموں کو صبر کی تلقین فرماتے ایک دن ان ظالموں نے ان تینوں حضرات کو گھیرے میں لے لیا اور مارنا شروع کردیا حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا مارا کہ آپ شہید ہوگئے۔ حضرت سیّدہ سمّیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت بھی غیر تھی ان کے جسم اقدس سے خون بہہ رہا تھا۔ ان کے خاوند ذی وقار نگاہوں کے سامنے تڑپ تڑپ کر جان، جان آفریں کے سپرد کر چکے تھے، اکلوتا بیٹا عمار بھی زخموں سے چور تھا۔ ایسی انتہائی مخدوش حالت میں ابو جہل لعین نے سیّدہ سمّیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ سمّیہ عقلمندی سے کام لو اور دیکھو تمہارے خاوند نے ہماری بات نہ مانی اور یوں بے موت مارا گیا۔ اگر تم بھی ضد کرو گی تو ماری جاؤ گی تمہارا بیٹا عمار یتیم و مسکین ہو کر دربدر کی ٹھوکریں کھاتا رہے گا۔ اس کی یتیمی پہ رحم کرو اور ہماری بات مانو۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھنا چھوڑ دو ہم تمہیں اس صلہ میں بڑاانعام دیں گے مگر سیدہ سمّیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ جان تو قربان کرسکتی ہوں مگر دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں چھوڑ سکتی۔ اس پر کفار غیض وغضب میں اندھے ہو کر ان کو مارنے لگے۔ اچانک ابوجہل کی آواز فضا میں بلند ہوئی کہ بس بھئی اب اس کو کچھ نہ کہو تھوڑی دیر کے لئے کفار کا ظلم تھما۔ حضرت سمّیہ زخموں سے نڈھال تھیں۔ ان کفار میں کوئی نہ جانتا تھا کہ ابوجہل کا کیا پروگرام ہے۔ آخر سزا سے کیوں روکا گیا ہے شاید اس ظالم کے دل میں بھی جذبہ رحم بیدار ہوگیا ہے؟ اتنے میں ابوجہل نے دو اونٹ لانے کا

حکم دیا تعمیل حکم میں دو اونٹ آ گئے۔ایک اونٹ کا منہ مشرق کی طرف کر دیا گیا اور دوسرے کا مغرب کی طرف، پھران کے درمیان سیدہ سمّیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لٹا کر ان کا ایک پاؤں ایک اونٹ اور دوسرا پاؤں دوسرے اونٹ سے باندھ دیا گیا،اونٹوں پر دو آدمی سوار ہو گئے خود ابو جہل نیزہ لے کر کھڑا ہو گیا اور حضرت سیدہ سمّیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو للکارا کر کہا کہ اے عورت یہ آخری وارننگ ہے اگر تو میری بات نہ مانے گی اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑے گی تو میں جو تیرا حشر کرنے والا ہوں تجھ سے پوشیدہ نہیں تجھے ایسی کرب ناک موت سے دوچار کروں گا کہ لوگوں کو عبرت ہوگی۔

ابو جہل لعین کی اس وارننگ پر حضرت سیدہ سمّیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب تھا کہ جو تیرے جی میں آئے کر یہ جسم ٹکڑے ٹکڑے تو ہو سکتا ہے مگر دل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نہیں نکل سکتی، ابو جہل خبیث نے اونٹ سواروں کو اشارہ کیا ایک اونٹ دائیں جانب کو چل پڑا اور دوسرا بائیں جانب کو اس لعین نے حضرت سیدہ سمّیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پوری قوت سے نیزہ مارا اور یوں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جسم اطہر دو حصوں میں چِر گیا۔(انا للّٰہ و انا الیہ راجعون)

(اے پروردگار عالم تو اپنی بے شمار رحمتوں کا نزول فرما اس پاک باز ہستی پر کہ جو صنفِ نازک ہونے کے باوجود صبر واستقامت کا کوہِ گراں ثابت ہوئی جس نے تیری راہ میں ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے مرتبہ شہادت پایا۔)

(مختلف کتب سیر و تواریخ)

چہ خوش رسمے بنا کر وند بہ خاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کنند این عاشقان پاک طینت را

ترجمہ: انہوں نے خاک وخون میں آلودہ ہونے کی کتنی بہترین رسم کی ابتداء کی اللہ تعالیٰ ان پاک باز عاشقوں پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔

حضرت سیدنا یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدہ سمّیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسلام کے سب سے پہلے شہید ہونے کا شرف میسر آیا۔

روح فرسا واقعات اور استقامتِ نبوی ﷺ

غور فرمایئے! ایسے روح فرسا واقعات بھی حضور اکرم نور مجتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پائے استقلال میں لغزش نہ لا سکے۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا آبائی وطن چھوڑنا تو گوارا فرما لیا۔ مگر کیا مجال تھی کہ تکمیل فرض میں ذرا بھی کوتاہی سرزد ہوئی ہو۔ کفار مکہ نے ہر حربہ استعمال کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کلمہ حق کہنے سے باز آ جائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ذہنی، جسمانی، معاشی ایذائیں دیں گئیں۔ دنیاوی لالچ کے طور پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سرداری، مال و دولت اور سیم و زر کا لالچ بھی دیا تا کہ آپ ان کے تراشیدہ خود ساختہ معبودوں کو بُرا بھلا نہ کہیں۔ مگر خالق کائنات جلّ شانہٗ کے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صاف اعلان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج بھی لا کر رکھ دیں اور یہ توقع کریں کہ میں دعوت حق سے دست بردار ہو جاؤں گا تو یہ ناممکن ہے۔ یا تو اللہ تعالیٰ اس دین کو غلبہ دے دے گا یا پھر میں اپنی جان قربان کر دوں گا۔ مگر میں اس فرض کو ترک نہیں کروں گا۔ (ابن ہشام جلد نمبر ۱)

ذاتی دشمن سے درگزر

اس قدر ذہنی دباؤ اور حالات کی شدت ایک اچھے بھلے عقلمند انسان کو ذہنی مریض بنا دیتی ہے۔ اکتاہٹ اور چڑ چڑا پن اس کی عادت ثانیہ بن جاتا ہے اور وہ جوشِ انتقام میں اندھا ہو کر موقع ملتے ہی اپنے دشمن کو عبرت ناک سزا دیتا ہے مگر قربان جائیں اُس محبوب مکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہ تو کبھی پیشانی پر

شکن آنے دی اور نہ ہی قلب انور میں کوئی تغیر پیدا ہوا۔ خود تو کریم النفس تھے ہی غلاموں کو بھی اسی بات کا سبق دیا۔ اور پھر زمانہ نے دیکھا کہ خطہ عرب کے وحشی چرواہے زمانے کے متمدن ترین قوم بن گئے ۔

ایک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذروں کا ہم دوش ثریا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

اخلاق کریمانہ اور فرامین رسول ﷺ

محترم قارئین کرام! آپ بھی بحیثیت مسلمان اخلاق کریمہ کا سبق حاصل کرنے کے لئے ذیل کی احادیث مبارکہ پڑھیئے اور یہ خصائل خود میں پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔ یقیناً آپ کا گھر، بستی اور ملک جنت نظیر بن جائے گا۔

گناہ کے بعد نیکی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول محتشم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا "اے ابوذر! تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے فوراً بعد نیکی کرلو، وہ نیکی اس گناہ کو مٹادے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آیا کرو۔(1)

مومن کے میزان میں حسن سلوک سب سے زیادہ وزنی

حضرت ابی دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مومن کے میزان میں حسن سلوک سے زیادہ وزنی اور کوئی چیز نہ ہوگی، اور اللہ تعالیٰ فحش قسم کی گفتگو کرنے والے

بدزبان گالیاں بکنے والے سے دشمنی رکھتا ہے۔ (2)

تقویٰ اور حسن اخلاق کا مقام

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا ''کیا تم کو معلوم ہے سب سے زیادہ تعداد میں کون سی بات لوگوں کو جنت میں لے جائے گی؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم زیادہ جانتے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جنت کے اندر لوگوں کو سب سے زیادہ تعداد میں لے جانے والی چیز تقویٰ اور حسن اخلاق ہے۔ (الحدیث)

حسن اخلاق کا درجہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خود سنا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرما رہے تھے کہ ایک ایمان والا حسن اخلاق کی وجہ سے قائم اللیل (ساری رات ہمیشہ عبادت کرنے والے) اور صائم النہار (دن کو ہمیشہ روزہ رکھنے والے) کا درجہ پالیتا ہے۔ (3)

حضور ﷺ کا پیارا شخص

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ پیارا وہ شخص ہے جو حسن سلوک میں سب سے زیادہ اچھا ہو۔ (4)

محبوب رسول ﷺ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ فرمایا ''میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن تم میں سے میرے

سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے۔ پھر فرمایا میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن تم میں سے مجھ سے سب سے زیادہ دور بے ہودہ باتیں کرنے والے، زبان دراز (گالیاں بکنے والے) اور متکبر ہوں گے۔(5)

اچھی عطا

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمائیے کہ (ایمان کی دولت کے بعد) ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کون سی چیز سب سے اچھی عطا فرمائی گئی ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''حسن اخلاق''۔(6)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں (یمن کی طرف حاکم بن کر روانہ ہوا اور میں) نے رکاب میں پاؤں رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے آخر میں مجھے یہ ہی نصیحت فرمائی کہ معاذ! لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔(7)

ترک تعلق کی ممانعت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''خبردار کسی مسلمان سے بغض نہ رکھو، نہ کسی سے حسد کرو، نہ کسی کی غیبت کرو، اللہ تعالیٰ کے بندو بھائی بھائی بن کر رہو! کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ ترک تعلق رکھے (یعنی ناراض رہے)(8)

بدگمانی سے بچو

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ اور کسی کے عیب تلاش نہ کرو، کسی مسلمان کی جاسوسی نہ کرو، کسی کو دھوکہ نہ دو، کسی سے حسد نہ کرو، کسی سے بغض نہ رکھو، کسی کی غیبت نہ کرو، اللہ کے بندو بھائی بھائی بن کر رہو۔(9)

اخلاق رسول ﷺ کے چند گوشے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں دس سال تک رہا لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے کبھی اف تک نہ فرمایا اگر مجھ سے ایسا کام ہو بھی گیا تو یہ نہ فرمایا کیوں کیا ہے۔ اور اگر میں نے کوئی کام نہیں کیا تو یہ نہ فرمایا کہ کیوں نہیں کیا، بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بہت ہی خوش اخلاق تھے، کوئی ریشم بلکہ کوئی بھی چیز میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتھیلی سے نرم نہیں چھوئی (یعنی مبارک ہتھیلیاں بہت ہی ملائم اور نرم و نازک تھیں) اور میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسینے سے زیادہ خوشبودار کوئی عطر یا مشک نہ پایا۔(10)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ اگر مجھ سے کوئی قصور ہو جاتا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہل خانہ مجھے تنبیہ فرماتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو منع فرما دیتے اور مجھے کچھ نہ کہنے دیتے۔(11)

یاد رہے کہ! حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تقریباً دس (10) سال تک خدمت انور میں حاضر رہے یہ آٹھ سال کی عمر کے تھے کہ ان کی والدہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ

وسلم میں بطور خادم پیش کر گئی تھیں اور ان کا بچپنا میرے آقا رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کا لطف اٹھاتے ہوئے گزرا۔ ''زہے مقدر زہے نصیب۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ فحش گو تھے، نہ لعنت کرنے والے تھے اور نہ ہی گالیاں نکالتے تھے ناراضگی کے وقت بس اسی قدر فرماتے۔ ''مَا لَـهُ تَرِبَ جَبِينُـهُ'' اسے کیا ہو گیا ہے اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔(12)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو کنواری پردہ نشین لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ جب کوئی ایسی چیز ملاحظہ فرماتے جو ناپسند ہوئی تو (عیب نہ نکالتے بلکہ) ہم آپ کے چہرہ انور سے کراہت کے آثار معلوم کر لیتے۔(13)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی عورت، لونڈی یا خادم کو سزا نہ دی ہاں البتہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار سے ضرور جہاد فرمایا۔ یونہی اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو کسی کی طرف سے کوئی ضرر یا تکلیف پہنچی تو کبھی انتقام نہ لیا بلکہ کھلے دل سے معاف فرما دیتے ہاں البتہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا تو اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سزا دیتے۔(14)

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو تبسم کرتے نہیں دیکھا۔(15)
(یعنی خندہ پیشانی کے ساتھ مسکرا کر ملتے تھے۔)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو اس وقت تک اپنے دست مقدّس کو اس کے

ہاتھوں سے جدا نہ فرماتے جب تک وہ آدمی خود اپنا ہاتھ کھینچ نہ لیتا، اور (جب کوئی ملاقات کو آتا تو) اپنا رخ زیبا اس وقت تک اس سے نہ پھیرتے (یعنی مسلسل کھڑے رہتے) جب تک وہ آدمی خود چہرہ نہ پھیر لیتا (یعنی چلا جاتا) اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں میں تشریف فرما ہوتے تو کبھی کسی سے زانو مبارک آگے بڑھا کر نہ بیٹھتے تھے۔(16)

نورِ مجسم ﷺ پیکر عفو و کرم اور استقامت کے کوہِ گراں

محترم قارئین! یہ ناچیز گلشنِ حدیث کے صدا بہار، عطر بیز، روح پرور لاتعداد پھولوں میں سے ایک مختصر مگر حسین و دلربا گلدستہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ یقیناً آپ کا مشامِ روح اس کی دلکش خوشبوؤں سے معطر و معنبر ہوگا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ میرے آقا رسول عربی (فداہٗ روحی وجسدی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کبھی کسی سے اپنی ذات کے لئے انتقام نہ لیتے تھے۔ اس سراپا کرم رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہر ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُمتِ مرحومہ کی بہتری کے لئے وقوع پذیر ہوتا ذیل میں چند واقعات سپردِ قلم کر رہا ہوں پڑھیئے اور اُمتِ مرحومہ کی خاطر صعوبتیں برداشت کرنے والے غمخوار آقا علیہ السلام کی محبت کی لازوال شمع کی ضیا پاشیوں سے دل کی اندھیر کوٹھری کو روشن و تابان کرتے ہوئے ایمان کو مزید تازگی بخشیئے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور اکرم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے (نجران کی بنی ہوئی) موٹے کنارے والی چادر اوڑھ رکھی تھی اتنے میں دیہاتی آیا اور اس نے چادر کو پکڑ کر اتنے زور سے کھینچا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی

گردن مبارکہ پر چادر کی کناری سے رگڑ کا نشان پڑ گیا پھر وہ (درشت روئی سے) بولا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) جو اللہ تعالیٰ کا دیا مال تمہارے پاس ہے اس میں سے مجھے بھی دو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے رخ انور اس کی طرف کیا اور مسکرا پڑے پھر غلاموں کو حکم دیا کہ اسے مال و دولت عطا کرو۔(17)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حنین سے واپسی پر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ آ رہا تھا اثنائے راہ میں کچھ دیہاتی خیرات مانگنے کے لئے حضور اکرم رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے چمٹ گئے (ان کی بدتمیزی کی وجہ سے) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ ایک کیکر کے درخت سے الجھ گئے دیہاتیوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی چادر مبارکہ بھی جھپٹ لی تھی (اس قدر بدتمیزی کے باوجود جبین اقدس پر بل نہ آیا) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے (مسکراتے ہوئے) فرما رہے تھے" مجھے میری چادر تو دے دو، سنو! اگر میرے پاس ان سنگ ریزوں (یا فرمایا) اس درخت کے کانٹوں کے برابر بھی اونٹ ہوں گے تو میں سب کے سب تم میں تقسیم کر دوں گا۔تم مجھے نہ تو بخیل پاؤ گے اور نہ ہی جھوٹا اور کم حوصلہ یعنی بزدل۔(18)

سبحان اللّٰہ تعالیٰ والحمد للّٰہ الّذی بعث فی الامیّین رسولا من انفسم یتلوا علیھم آیاتہ و یعلّمھم الکتب والحکمۃ و صلّی اللّٰہ تعالٰی علیٰ حبیبہ قدر اخلاقہ و شمائلہ وبارك وسلّم۔

دس سن نبوی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے شفیق چچا حضرت ابوطالب کی وفات ہوئی اور ان کی وفات کے بعد تین یا پانچ روز بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی جان نثار رفیقۂ حیات اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزاہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا داغِ

مفارقت دے گئیں۔ ان دونوں کی وفات حسرت آیات سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہت غمزدہ ہوئے اور ہمیشہ اس سال کو ''عام الحزن'' یعنی غم کا سال قرار دے کر یاد فرمایا کرتے تھے۔ اسی سال رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ رسالت کے لئے طائف تشریف لے گئے۔ سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیش کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفیق سفر تھے۔ نبی مکرم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں پہنچ کر بنی ثقیف کے سرداروں یعنی عبد یالیل اور اس کے بھائی مسعود اور حبیب کو دعوت اسلام دی، مگر ان بدنصیبوں نے اس دعوت اسلام کا انتہائی بری طرح سے جواب دیا۔ ایک بولا ''اگر خدا نے تجھے پیغمبر بنایا ہے تو وہ غلاف کعبہ کو چاک کر رہا ہے'' (استغفر اللہ تعالیٰ) دوسرے نے کہا ''کیا خدا کو پیغمبری کے لئے تیرے سوا اور کوئی نہ ملا'' (معاذ اللہ تعالیٰ) جب کہ تیسرے کا جواب تھا ''میں تجھ سے ہرگز کلام نہیں کرسکتا، کیونکہ اگر تو پیغمبری کے دعویٰ میں سچا ہے، تو تجھ سے گفتگو کرنا خلاف ادب ہے اور اگر تو جھوٹا ہے تو قابل خطاب ہی نہیں۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مایوس ہو کر واپس ہوئے، تو انہوں نے کمینے لوگوں اور غلاموں کو اکسایا، وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتے تھے اور تالیاں بجا کر مذاق اڑاتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں بہت سارے لوگ جمع ہو گئے اور صف باندھ کر راستے کے دونوں طرف کھڑے ہو گئے۔ جب تاجدار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چلنے لگے، تو قدم مبارک اٹھاتے وقت وہ مبارک پاؤں (کہ جن کو معراج کی رات حضرت جبریل علیہ السلام اپنے کافوری ہونٹوں سے بوسے دیتے اور ادباً اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے) پر پتھر برسانے لگے، یہاں تک کہ نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ جب میرے آقا (فداہ امی وابی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پتھروں کا شدید صدمہ پہنچتا، تو پاؤں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے، مگر وہ کمینے لوگ بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا

کر دیتے۔ جونہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قدم مبارک اٹھاتے وہ ظالم پھر پتھروں کی بارش برسا دیتے۔ساتھ ساتھ ہنستے اور مذاق بھی اڑاتے جاتے تھے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نثار ہو رہے تھے۔کبھی بھاگ کر آگے ہوتے تو کبھی پیچھے،اوران بدنصیبو،کے پتھروں کو اپنے جسم پر جھیلتے۔ یہاں تک کہ ان کا سر مبارک بھی پھٹ گیا۔ثقیف کے ان کمینوں نے عتبہ وشیبہ پسرانِ ربیعہ کے باغ تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب کیا۔باغ میں داخل ہوکر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک انگور کی بیل کے سایہ میں تشریف فرما ہو گئے عتبہ اور شیبہ اگرچہ اسلام کے بدترین دشمن تھے،مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس حالت پر ان کو بھی رحم آ گیا۔انہوں نے اپنے عیسائی غلام ’’عداس‘‘ سے کہا کہ انگور کا خوشہ ایک پلیٹ میں رکھ کر ان کے پاس لے جا اورعرض کر کہ انگور تناول فرمائیں (عداس نے ایسا ہی کیا) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ شریف پڑھ کر انگور تناول فرمانے شروع کر دیئے۔عداس متعجب ہوکر بولا ان شہروں کے لوگ تو ایسا (یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) نہیں کہتے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ ’’تو کہاں کا رہنے والا ہے‘‘؟اس نے عرض کیا کہ ’’نینویٰ‘‘ کا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! وہ اللہ کے نیک بندے ’’یونس بن متیٰ‘‘ کا شہر ہے۔عداس نے حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ بھی میری طرح پیغمبر تھے۔ یہ سن کر عداس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور ایمان لے آیا۔

(سیرت ابن ہشام،مدارج النبوۃ)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا روز احد سے زیادہ سخت ترین

دن آپ پر کوئی اور آیا؟ فرمایا! بلاشبہ تمہاری قوم کی طرف سے جو دیکھا سو دیکھا، لیکن ان کی طرف سے جو روز عقبہ (طائف کے سفر میں) دکھ پہنچا ہے (وہ شدید ہے) جو میں نے اپنے آپ کو (ثقیف کے سردار) عبد یالیل بن کلال کے سامنے پیش کیا اور اسے دعوت اسلام دی، لیکن اس نے قبول نہ کیا، تو میں غم کی حالت میں سر جھکائے چل دیا اور (ان بدبختوں کے ناروا سلوک کی وجہ سے) ''قرن الثعالیب'' (ایک جگہ کا نام ہے جو اہل نجد کا میقات ہے) میں پہنچنے تک مجھے کوئی ہوش نہ تھا۔ وہاں پہنچ کر میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ اس بادل میں مجھے جبرائیل امین علیہ السلام نظر آئے، انہوں نے مجھے مخاطب کر کے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی باتیں اور ان کا جواب ملاحظہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت میں ''ملک الجبال'' (پہاڑوں کا فرشتہ) کو آپ کے تابع فرمان بنا کر بھیجا ہے، آپ جو چاہیں اسے حکم فرمائیں پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے سلام عرض کیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حق تعالیٰ نے آپ کی قوم کی باتیں سنیں، میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں (دنیا کے تمام پہاڑ میرے قبضہ میں ہیں) اگر آپ حکم صادر فرمائیں، تو میں ان (بدبختوں) پر ''اخشبیـــن'' (دو پہاڑ ہیں) الٹ دوں؟ کہ میں نہیں چاہتا بلکہ امید رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ جل شانہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اس کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔(19)

اس واقعہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثال رحمت وعفو اور صبر کا ثبوت ملتا ہے اور ایسے ہی فتح مکہ مشرفہ کے موقع پر جب کہ حضور سید عالم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شاندار فوج اور جان نثار صحابہ کے جلوس میں ایک عظیم فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، تو تمام لوگ جنہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ستانے میں کوئی دقیقہ فروگزاست نہ کیا تھا۔ جو راستے میں کانٹے بچھاتے تھے، پتھر مارتے تھے، سر انور پر کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے، جنہوں نے قتل

کے ارادے سے کاشانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا محاصرہ کیا تھا، جنہوں نے کئی بار حضور پر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سخت ترین جسمانی اور ذہنی تکالیف دیں۔ نماز کی حالت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جانوروں کی گندگی (اوجھری اور گوبر وغیرہ) ڈال دیا کرتے تھے جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو شہید کرنے والے تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کے گھروں کو لوٹ لیا تھا اور اہل ایمان ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جنہوں نے مدینہ منورہ میں بھی اسلام کا پیچھا نہ چھوڑا تھا جو شان رسالت مآب میں علی الاعلان گستاخیاں کرتے تھے آج جب کہ مکہ مکرمہ فتح ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عجب شان وشوکت کے ساتھ بیت اللہ شریف کے دروازے میں اس کی چوکھٹ کے بازوؤں کو پکڑے کھڑے ہیں۔ سامنے وہ تمام مجرم (کافر) جو کل تک اپنے آپ کو عظیم تصور کئے ہوئے تھے سرنگوں بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سپاہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ، ہتھیاروں سے مسلح موجود ہیں، کافروں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں، دل زور زور سے دھڑک رہے ہیں، حالت غیر ہے جسموں پر لرزہ طاری ہے، رہ رہ کر کئے ہوئے ظلم یاد آ رہے ہیں۔ پتہ بھی ہلتا ہے تو دل اچھل کر حلق میں آ جاتا ہے۔ سوچتے ہیں کہ بس ایک اشارہ ابرو ہونے کی دیر ہے کہ مکہ مکرمہ کے گلی کوچے خون میں نہا جائیں گے اور ہمارے جسم خاک وخون میں تڑپتے ہوں گے۔ ہماری سہاگنیں بیوہ اور بچے یتیم اور بے آسرا ہو جائیں گے کیونکہ ہمارے جرم ہمارے ظلم وستم کہ جن سے انسانیت کی روح کانپ اٹھتی تھی، ناقابل معافی ہیں، وہ سب کے سب مجرم، وہ ظالم، وہ خونخوار اپنے عبرت ناک انجام کی سوچ میں غلطاں ہیں کہ معاً اس عربی تاجدار، اس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح کی گہرائیوں میں اتر جانے والی جان فزا آواز فضا میں گونجتی ہے وہ کمال عفو وکرم کا مظاہرہ فرماتے ہوئے خود اپنی زبان حق

ترجمان سے اعلان فرمادیتے ہیں۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمِ اِذْهَبُوْ فَاَنْتُمْ الطُّلَقَآءُ (القرآن92:12)

یعنی آج تم سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا جاؤ تم سب کے سب آزاد ہو (سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہٖ) اندازہ کیجئے کہ ایسے عفو و کرم، ایسے خلق عظیم کی مثال پوری کائنات میں کہیں مل سکتی ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں قیامت تک نہ مل سکے گی، یقیناً اس بے مثل خالق کائنات نے محبوب بھی بے مثل ہی پیدا فرمایا۔

حدودالٰہیہ کی تعریف

حدودالہیہ سے مراد فقط نماز، روزہ، حج وغیرہ ہی نہیں بلکہ وہ سارے کے سارے احکامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے سلسلہ میں ارشادفرماتے ہیں۔

تاجدار عرب وعجم شفیع معظم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے رشوت خوروں، دھوکہ بازوں، ملاوٹ کرنے والوں، چور بازی کرنے والوں، حقوق العباد پائمال کرنے والوں اور دیّوثوں یعنی بے غیرت لوگوں کو فرمایا: لَيْسَ مِنَّا یہ ہم میں سے نہیں ہیں۔ یعنی میں اللہ کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایسے لوگوں سے اظہار بے زاری کرتا ہوں (خلاصہ مختلف احادیث مشہورہ)

حدودالٰہیہ کا نفاذ

حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کریمی دیکھ کر کوئی یہ خیال نہ کرے کہ شاید آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سبھی معاملات میں نرمی فرماتے ہوں گے نہیں ایسے ہرگز نہیں بلکہ حدودالہیہ کے نفاذ میں کوتاہی برتنا اخلاق نبوت کے منافی ہے اسی لئے حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم احکامات خداوندی کا بڑی سختی سے نفاذ فرماتے تھے، مثلاً باوجود سراپا رحم کرم ہونے کے آپ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔ اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو۔ اگر ان (تمہاری اولاد میں کسی) کی عمر دس برس ہوجائے تو نماز نہ پڑھنے پر انہیں سزادو۔

(مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ عن عمر بن شعیب وابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یادرکھو ہمارے اوران کے درمیان جوعہدہ ہے وہ نماز ہے خبردار جس نے نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔(20)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مجھ کو قسم ہے اس رب ذوالجلال کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ لوگوں کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں جب لکڑیاں اکٹھی ہوجائیں تو کسی کو اذان کہنے کا حکم دوں پھر جب اذان ہو چکے تو کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر کچھ خادموں اوران لکڑیوں کو ساتھ لے کر ان گھروں کی طرف جاؤں جن کے رہائشی نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتے اور ان گھروں کو آگ لگادوں۔ مجھے ان ذات بابرکات کی قسم کہ کس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر ان بے نمازیوں کو یہ پتہ چلے کہ ہمیں (وہاں) گوشت مل جائے گا یا گائے بکری کے دو کھر ہی مل جائیں گے (یعنی کوئی شے بانٹی جائے گی) تو یہ لوگ نماز عشاء کے لئے حاضر ہوں (یعنی دنیا کے حقیر مال کی خاطر تو یہ نماز ضرور پڑھیں گے مگر آخرت کے عظیم ثواب کے لئے نہیں (معاذ اللہ تعالیٰ) (21)

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں بہت سے موذی جانور اور درندے ہیں جب کہ میں نابینا ہوں (صحیح مسلم کی روایت میں کہ انہوں نے یہ بھی عرض کیا کہ مجھے ساتھ لانے والا کوئی نہیں) کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں جماعت کیلئے مسجد میں حاضر نہ ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

"کیا تم حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کی آواز سنتے ہو (یعنی آذان کی آواز تمہارے گھر سنائی دیتی ہے) انہوں نے عرض کیا جی ہاں سنائی دیتی ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پھر (مسجد میں) حاضر ہوا کرو اور جماعت چھوڑنے کی اجازت نہ دی۔(22)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیے کہ حقوق الہیہ کی ادائیگی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمومی طور پر کسی نرمی کا اظہار نہ فرمایا۔

اسی طرح عام حالت میں تو حکم دیا کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ قطع تعلقی نہ کرے مگر جب سزا دینے کا ارادہ فرمایا تو۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقع غور طلب رہے۔

حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ جب غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ جا سکا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (بطور سزا) مسلمانوں کو ہمارے ساتھ کلام تک کرنے سے منع فرمادیا تھا اور پچاس روز تک ہم اسی حالت بے چارگی میں رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول فرمائی ہے (اور مسلمانوں نے ہم سے دوبارہ تعلقات بحال کر لئے۔) (بخاری شریف کتاب الاحکام)

پورا واقعہ کتب سیر واحادیث میں موجود ہے۔آپ کے دوساتھی حضرت مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو ان تینوں مومنین صادقین سے قطع تعلق کا حکم ارشاد فرمایا حتیٰ کہ 50 روز بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کئے جانے کا سورہ توبہ آیت نمبر 118 میں مژدہ نازل فرمایا)

حدود الہیہ میں سفارش

سن دس ہجری میں جب مکہ مکرّمہ فتح ہوا تو وہاں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک چوری کا مقدمہ پیش ہوا۔ یہ چوری حضرت ابوسلمہ عبد الاسد کی بھتیجی یعنی قبلہ قریش کی شاخ بنومخزوم جیسے اعلیٰ خاندان کی ایک عورت فاطمہ بنت الاسود نے کی تھی۔ جرم ثابت ہو جانے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا اس پر اس کی قوم کو وحشت ہوئی اور وہ محبوب و مقرب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافی منت وسماجت کر کے خدمت اقدس میں لائے تا کہ سزا میں نرمی ہو۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ عالیہ میں سزا میں نرمی کی گزارش کی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اسامہ! تم حدودِ الٰہیہ کے نفاذ میں سفارش کرتے ہو؟'' حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا اور غضب وجلال کو ملاحظہ فرمایا تو فوراً عرض گزار ہوئے ''یارسول علیک السلام مجھ سے غلطی ہوگئی ہے مجھے معاف فرمایئے اور میرے لئے استغفار فرمائے کہ مجھ سے گناہ سرزد ہوگیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جمع فرما کہ خطبہ دیا اور فرمایا۔ ''اے لوگو خبردار ہو جاؤ، پہلی قومیں اسی بنا پر ہلاک ہوئیں کہ اگر ان کے کسی بڑے سے گناہ سرزد ہو جاتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کسی کمزور سے کوتاہی ہو جاتی تو اس پر حد جاری کر دیتے مجھے قسم ہے اس رب العزت کی کہ اگر فلاں۔ (اس جگہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندان کی ایک نہایت ہی معزز مکرم خاتون کا نام لیا کہ اگر وہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا اور پھر حد جاری کر دی گئی۔) (مدارج النبوۃ)

مظلوموں کی داد رسی

ضیاء النبی میں رومانیہ کے وزیر خارجہ کی تالیف ''نظرۃ جدید فی سیرۃ رسول'' کے حوالہ سے ایک واقعہ منقول ہے اور یہ واقعہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کے اعلان نبوت فرمانے سے پہلے کا ہے آپ بھی پڑھیے اور اخلاق مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنہری کرنوں سے اپنے قلوب واذہان کو منور کیجئے۔

ایک بدو جنوبی علاقہ سے فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ آیا اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی تھی جو بڑی خوب روتھی مکہ کے ایک دولت مند تاجر (جس کا نام دوسرے مورخین نے منبیہ بن حجاج لکھا ہے) نے اس بچی کو اغوا کرلیا اس کے مسکین باپ کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ رہا کہ وہ اپنے قبیلے کے پاس جائے، انہیں اپنی داستان غم سنائے اور ان سے مدد کی درخواست کرے، لیکن پھر اسے یاد آیا کہ اس کے قبیلہ میں مردوں کی تعداد بہت کم ہے۔ وہ مکہ کے دس قریشی قبیلوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے وہ اسی پریشانی میں سرگرداں تھا۔ جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے نوجوانوں کو اپنے پاس بلایا اور انہیں کہا کہ (ایک) قریشی نے (ایک پردیسی) تاجر کے ساتھ جو نازیبا حرکت کی ہے اس پر ہمیں خاموش نہیں رہنا چاہئے۔ چنانچہ قریش کے چند نوجوان کعبہ شریف کے پاس جمع ہوئے اور بلند الفاظ میں حلف اٹھایا۔

نُقْسِمُ اَنْ نَّحْمِی الْمَظْلُوْمَ حَتّٰی یِسْتَعِیْدَ حَقَّہٗ مِنَ الظَّالِمِ وَ نُقْسِمُ اَنْ لَّا یَکُوْنَ لَنَا ھَدَفٌ مُعَیَّنٌ مِنْ وَرَاءِ ھٰذَ الْعَمَلِ وَلَا یُھُمُّنَا اَنْ یَّکُوْنَ الْمَظْلُوْمُ فَقِیْراً اَوْ غَنِیًّا۔

''ہم قسم اٹھاتے ہیں کہ ہم مظلوم کی مدد کریں گے۔ یہاں تک کہ ظالم سے وہ اپنا حق واپس لے لے اور ہم قسم اٹھاتے ہیں کہ اس حلف سے اس کے بغیر ہمارا کوئی اور مقصد نہیں ہوگا۔ ہم اس بات کی پرواہ نہیں کریں گے کہ مظلوم غنی ہے یا فقیر۔''

جب انہوں نے قسم اٹھائی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ تھے پھر انہوں نے حجر اسود کو زم زم کے پانی سے دھویا اور اس دھوون کو پی لیا۔ مقصد یہ

ظاہر کرنا تھا کہ وہ اپنی قسم پر پختہ رہیں گے۔ خلف برداری کی اس تقریب کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے نوجوان ساتھیوں کو ہمراہ لے کر اس ظالم تاجر (قریشی) کے گھر گئے اور اس کے مکان کا گھیراؤ کرلیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس بچی کو عزت و آبرو کے ساتھ واپس کر دے۔ تاجر (قریشی) نے کہا ایک رات مجھے مہلت دو میں صبح وہ لڑکی اس کے باپ کو لوٹا دوں گا۔ لیکن اس نوجوانوں نے اس کی اس تجویز کو ٹھکرا دیا، اس کو مجبور کیا کہ وہ بچی کو فوراً اس کے باپ کے سپرد کر دے۔ اب وہ مجبور ہو گیا اور بادل نخواستہ اسے بچی کو واپس کرنا پڑا۔

یہی مصنّف ایک اور روایت میں لکھتے ہیں کہ ایک پردیسی تاجر مکہ آیا تو ابو جہل نے اس سے کچھ سامان خریدا لیکن اس کی قیمت ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پردیسی تاجر کو نوجوانوں کے اس جتھہ کے بارے میں کوئی علم نہ تھا وہ فریاد کناں اپنے قبیلہ کے پاس آیا انہیں برانگیختہ کیا کہ وہ اس کی مدد کریں لیکن ایک محدود افراد پر مشتمل قبیلہ قریش کے دس قبائل سے کیونکر ٹکر لے سکتا تھا۔ انہوں نے معذرت کی دی وہ تاجر پھر مکہ لوٹ آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ابو جہل کی اس حرکت کا علم ہوا تو بنفس نفیس اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس سامان کی قیمت تاجر کو ادا کرے چنانچہ بادل نخواستہ اسے قیمت ادا کرنا پڑی۔ (ضیاالنبی جلد دوم ص ۱۲۳ تا ۱۲۵)

سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ سوچئے جس ذات ستودہ صفات کی اعلان نبوت فرمانے سے قبل ایسی ناقابل ستائش سرگرمیاں تھیں اعلان نبوت فرمانے کے بعد اس کا عالم کیا ہو گا؟ طوالتِ مضمون سے بچتے ہوئے صرف ایک واقعہ سپرد قلم کر رہا ہوں۔ پڑھیے اور پیکر صدق و صفا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان عدل ملاحظہ فرماتے ہوئے عزم صمیم کیجئے کہ اپنے آقا رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو حرز جان بنائیں گے۔

خطبۂ حجۃ الوداع منشور انسانیت

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ کے برگزیدہ رسول اور ہمارے پیارے آقا تاجدارِ عرب وعجم شفیع معظم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری حج کے موقع پر ایک لاکھ سے زائد فدایاں توحید ورسالت اوراس وقت کے اعلیٰ ترین افراد، حضرات اہل بیت اطہار وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عظیم الشان روح پرور اجتماع سے میدان عرفات میں مخاطب ہوکر جن ارشاداتِ ذی شان سے نوازہ انہیں تاریخی نام ''خطبہ حجۃ الوداع'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کی اہمیت وعظمت کے پیش نظر مختلف کتب احادیث وسیر کی روایات کے مطابق اس کے مکمل متن کا ترجمہ درج کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں انسانیت کے اس عظیم منشور پر عمل کرنے کی توفیق وہمت عطا فرمائے۔

یادرکھیئے کہ اسی منشورِ انسانیت میں انسان کی فوز وفلاح کا راز پنہاں ہے۔

ترجمہ ومفہوم

اللہ تبارک جل شانہ کی حمد وثنا کے بعد (فرمایا) اے لوگو! میری باتیں غور سے سنو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس سال کے بعد اس مقام پر میں تم سے (کبھی بھی) ملاقات نہ کرسکوں۔ اے لوگو! (میرا یہ حکم تم پر اُس وقت تک نافذ ہے کہ) تم جب تک اپنے رب سے جاملو (یعنی تم کو موت آجائے) یادرکھو تمہارے خون اور تمہارے اموال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام (یعنی قابل احترام اور لائق تحفظ) ہیں کہ جس طرح کہ تم آج کے اس دن (یوم الحج) کی عزت وحرمت سمجھتے ہو اور جس طرح تمہارا یہ مہینہ (ذوالحج) اور تمہارا یہ شہر (مکہ مکرمہ) قابل احترام ہے۔ تم عنقریب اپنے رب کے حضور حاضر ہوگے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال فرمائے گا۔ (پھر

تم بہانہ بازی نہ کر سکو گے) میں یہ بات تمہیں اچھی طرح ذہن نشین کروادی ہے۔ پس جس کے پاس کسی کی کوئی امانت ہے وہ اس کے اصل حق دار تک پہنچادے اور تمام سود ختم کر دیئے گئے ہیں (کسی کو سود لینے کی اجازات نہیں ہے) ہاں البتہ تم اپنے اصل سرمایہ کے حق دار ہو (وہ تمہیں ضرور ملنا چاہیے اس طرح کہ) نہ تو تم کسی پر ظلم کرواور نہ ہی تمہارے ساتھ ظلم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ سود (حرام ہے اور یہ) نہیں چلے گا اور اس حکم پر عمل کرتے ہوئے (بحیثیت نمائندہ مختار) سب سے پہلے جس سود کو میں کالعدم قرار دیتا ہوں وہ سود (میرے چچا) حضرت عباس بن عبدالمطلب کا ہے یہ سب کا سب معاف ہے اور دورِ جاہلیت کے سارے کے سارے (دعویٰ ہائے) خون اور اسی کی مثل دوسرے دعوے میں کالعدم قرار دیتے ہوئے ان کو اپنے قدموں تلے روندتا ہوں۔ (تاکہ سارے دعوے ختم ہو کر امن قائم ہو جائے) اور سب سے پہلے (اپنے خاندان کے) خون کے جس دعویٰ کو میں ختم کرتا ہوں اور کالعدم قرار دیتا ہوں وہ (میرے چچا) حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے ربیعہ کا خون ہے جسے بنوسعد کے ہاں شیر خوارگی کے زمانہ میں بنو ہذیل (کے ایک آدمی) نے قتل کر دیا تھا یہ پہلا قدم ہے جو میں نے اٹھا کر زمانہ جاہلیت کے خون سے تمام دعوؤں کو ختم کرنے کا آغاز کر دیا ہے۔

اور قتل عمد کے لئے قصاص ہے لیکن جو قتل عمد کے مشابہ ہے (مثلاً) کسی نے لاٹھی یا پتھر کسی کو مارا اور وہ مر گیا تو اس خون بہا ایک سو اونٹ ہیں پھر جس کسی نے اس مقدار کو بڑھایا تو وہ اہل جاہلیت میں سے ہے۔

ازاں بعد! اے لوگو! (میں یہ کہتا ہوں کہ) اب شیطان اس بات سے تو بالکل مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین پر آئندہ کبھی بھی اس کی عبادت کی جائے گی لیکن یہ ممکن ہے کہ اس سے کم درجہ میں (یعنی شرک کے سوا) اس کی اطاعت کی جائے۔ اس لئے اب وہ تمہارے اپنے اعمال (یعنی گناہوں) پر مطمئن ہو چکا ہے جو تمہاری نظر میں تو معمولی ہیں (حالانکہ یہ بھی بڑے گناہ ہیں) اس لئے

تم اپنے دین کو اس (مردود) سے بچا کر رکھو۔

اے لوگو! سال کے مہینوں کی ترتیب کو (اپنے مفادات کی خاطر) تبدیل کر لینا کفر کی روش میں اضافہ ہے۔ اس حرکت کی وجہ سے لوگ مزید گمراہی میں ڈال دیئے جاتے ہیں کہ جنہوں نے کفر کا راستہ اختیار کر رکھا ہے وہ لوگ کسی سال تو (ان حرمت والے مہینوں میں ردوبدل کر کے ان کو) حلال قرار دیتے ہیں اور کسی سال ان کو حرام ٹھہرا لیتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ (وہ اس ہیر پھیر سے) حرمت والے مہینوں کی گنتی پوری کر لیں۔

فائدہ: (خیال رہے کہ حرمت والے مہینوں میں کافر بھی لڑائی جھگڑے سے گریز کرتے تھے لیکن جب وہ لڑائی کرنا چاہتے تو حرمت والے مہینے کا نام بدل کر اسے کوئی اور مہینہ قرار دے دیتے مثلاً کبھی محرم کو صفر قرار دیتے تو کبھی رجب کو جمادی الاولیٰ وغیرہ اس فعل کو عربی میں ''نسی'' کہتے ہیں اور سخت حرام ہے۔ اس طرح سال بھی چھوٹا بڑا ہو جاتا تھا وہ سمجھتے تھے کہ اس میں کوئی گناہ نہیں حالانکہ) وہ اس چیز کو حلال قرار دے دیتے تھے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور جس (مہینہ) کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اُسے وہ (اپنی مرضی سے) حرام ٹھہرا لیتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ) حق یہ ہے کہ آج زمانے (کا نظام ترتیب) گھوم پھر کر اُسی ہیت پر آ گیا ہے کہ جس ہیت پر اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان کی تخلیق کے وقت اسے پیدا فرمایا تھا (یعنی ردوبدل کی وجہ سے کبھی حج کسی مہینہ میں ہوتا اور کبھی کسی مہینہ میں مگر یہ حج اپنی اصلی تاریخوں میں ہوا۔)

یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے جن میں چار مہینے مقدس و محترم ہیں۔ تین تو متواتر ہیں (یعنی ذیقعد، ذوالحج اور محرم) جبکہ چوتھا مہینہ رجب ہے جو کہ جمادی (الآخر) اور شعبان کے درمیان ہے۔

بعد ازیں! اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ تمہیں عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ ان کو تمہارے تابع کر دیا گیا ہے۔ وہ از خود

اپنے بارے میں اختیار نہیں رکھتیں یہ (خواتین) تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہیں (اس امانت میں خیانت نہ ہونے پائے) تم نے ان عورتوں کو (ازدواجی تعلق کے لئے) اللہ تعالیٰ کے کلمات (یعنی احکامات) کے تحت اپنے لئے حلال کیا ہے۔ اُن پر فرض ہے کہ وہ تمہارے حقوق ادا کریں اسی طرح تم پر فرض ہے کہ تم اُن کے حقوق ادا کرو۔ تمہارا ان پر حق یعنی عورتوں کا فرض یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی کو نہ آنے دیں کہ یہ تمہارے لئے سخت ناگوار عمل ہے۔ نیز ان پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ فحاشی و بے حیائی کی مرتکب نہ ہوں (یعنی ہر اعتبار سے اپنی عزت و عفت کی حفاظت کریں) پھر اگر وہ باز نہ آئیں تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ تم (سزا دیتے ہوئے) اُن کو اپنی خواب گاہوں سے الگ کر دو اور (اگر پھر بھی ان کی اصلاح نہ ہو تو) ان کو مارو لیکن ایسی شدید مار نہ مارو کہ بدن پر نشان پڑ جائے اور اگر وہ باز آ جائیں (یعنی اُن کی اصلاح ہو جائے) تو ان کو معروف طریقے (یعنی تمہاری طاقت و استطاعت کے مطابق) رزق اور لباس وغیرہ کا حق حاصل ہے۔

تمہارے غلام (ہاں ہاں) تمہارے غلام (ان کے بارہ میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرو، خبردار!) ان کو وہی کچھ کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور ان کو ویسا ہی لباس پہناؤ جیسا کہ تم خود پہنتے ہو۔ (ان کے ساتھ تحقیر آمیز سلوک نہ کرو) پس اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سمجھو کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم تک پہنچا دیا اور میں نے تمہیں وہ (عظیم الشان) شے عطا فرمائی ہے کہ اگر اسے تم مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو ابد تک کبھی بھی گمراہ نہ ہوں گے اور وہ نہایت ہی واضح حقیقت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور اس کے نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی سنت مطہرہ ہے۔

اے لوگو! میری بات غور سے سنو اور اسے سمجھو اور اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (کسی مسلمان کو اس کے جائز پیشے یا قوم کی وجہ سے حقیر نہ جانو) اور کسی شخص کیلئے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی کوئی بھی چیز

(خواہ وہ قیمت کے اعتبار سے کتنی بھی ادنیٰ کیوں نہ ہو) حاصل کرنے کی کوشش کرے ہاں البتہ وہ خود اپنی دلی رضامندی سے دے دے تو جائز ہے۔خبردار! آپس میں ایک دوسرے پرظلم نہ کرنا۔اے لوگو!اس میں شک نہیں کہ میرے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں ہے اور نہ ہی تمہارے بعد کوئی اُمت ہے۔پس تم خوب اچھی طرح سُن لو۔تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔نماز پنجگانہ ادا کرو۔ماہ صیام کے روزے رکھو،اپنی دلی محبت کے ساتھ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔(اگر استطاعت ہوتو) اپنے پروردگار کے گھر (بیت اللہ) کا حج کرو اپنے سرداران قوم کی اطاعت کرو اور اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔اچھی طرح جان لو کہ دل تین باتوں پر حسد وعناد نہیں رکھتے۔

(۱)......کسی عمل کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنا۔

(۲)......حاکم وقت کو از راہ خیر خواہی نصیحت کرنا۔

(۳)......مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ شامل رہنا۔بے شک ان کی (یہ مذکورہ) دعوت ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو ان کے علاوہ ہیں۔

(خوب یادرکھو!) جو آدمی دولتِ دنیا کا شیدائی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس فقیر و افلاس کو اس کی آنکھوں کے سامنے عیاں فرما دیتا ہے اور اس کے پیشہ کی آمدن منتشر ہو جاتی ہے۔(یعنی اس کا دل لالچی اور غریب ہو جاتا ہے اُس کے مال و دولت سے خیر و برکت اٹھالی جاتی ہے) اُسے ملتا صرف اتنا ہی ہے جتنا اُس کے مقدر میں تجویز فرما دیا گیا ہوتا ہے۔اگرچہ وہ اسے حاصل کرنے کیلئے ذلیل حرکات بھی کرتا ہے (اس کے برعکس) جس کسی کی نیت آخرت میں کامیابی حاصل کرنا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی فرما دیتا ہے اور اس کا کاروبار اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے (یعنی اس کے مال میں خیر و برکت آجاتی ہے۔وہ دنیا کی دولت کے پیچھے نہیں دوڑتا) بلکہ دنیا ذلیل و خوار ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔(اور سنو) جو یہاں موجود ہے وہ یہ باتیں اُن لوگوں تک پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحمت نازل فرمائے کہ

جس نے میری بات کوسنااور دوسروں تک پہنچایا۔(یادرکھو!) بعض اوقات کوئی آدمی فقہ کے کسی مسئلہ کا واقف تو ہوتا ہے مگر وہ خود فقیہہ نہیں ہوتا (یعنی اُس بات کی گہرائی تک نہیں پہنچتا) اور بعض اوقات یہ جاننے والا اس بات کو کسی ایسے شخص تک پہنچا دیتا ہے جو اس سے کہیں زیادہ فقیہہ ہوتا ہے (اور وہ اس میں پوشیدہ حقائق کو خوب سمجھ جاتا ہے) اور اے اللہ کے بندو میں تم کو پڑوسی کے حق کے بارہ میں نصیحت کرتا ہوں (راوی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ اتنی مرتبہ دھرایا کہ ہمیں یہ اندیشہ لاحق ہو گیا کہ کہیں پڑوسی کو وارث ہی نہ بنادیا جائے۔(اس کے بعد فرمایا)

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کواس کا حق عطا فرمادیا ہے۔اس لئے کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی وارث کیلئے (احکامِ خداوندی میں ردو بدل کرتا ہوا) کوئی وصیت کرے جبکہ عام وصیت ایک تہائی مال سے زائد میں درست نہیں ہے اور لڑکا بستر والے (یعنی خاوند) کا ہے جبکہ زانی کیلئے پتھر ہیں اور جس کسی نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کیا اُس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی طرف سے لعنت ہے۔اس جرم کا (قیامت کے دن) کوئی فدیہ یا عوضانہ قبول نہیں کیا جائے گا۔(یا فرمایا اس کا کوئی فرض ونفل قبول نہیں) جو چیز کسی سے مانگ کرلو اسے واپس کردو اور قرضہ بھی لازمی طور پر ادا کر دینا چاہیے اور جو ضمانت دے اس کو ضمانت ادا کرنا ضروری ہے۔خبردار تم میرے بعد کفر کی روش نہ اختیار کر لینا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو (پھر فرمایا) کیا میں نے یہ بات تم تک پہنچادی ہے؟ اے اللہ تعالیٰ تو گواہ رہنا (کہ میں نے تیرے احکامات ان تک پہنچا دیئے ہیں)

اے لوگو! اس میں شک نہیں تمہارا سب کا رب ایک ہے اور بلاشبہ تم سارے کے سارے ایک ہی باپ یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہو اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا۔اور تم خود یادرکھو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔

سن لو! (محض رنگ ونسل کے اعتبار سے) نہ تو کسی عربی کو عجمی پر فضیلت حاصل ہے اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر، اور یونہی نہ تو کسی گورے کو کالے پر اور نہ ہی کسی کالے کو گورے پر فضیلت حاصل ہے۔ بلکہ فضیلت کا معیار تو صرف تقویٰ ہے، پھر فرمایا) کیا میں نے تمہیں یہ بات پہنچا دی ہے؟

اے اللہ تعالیٰ تو خود گواہ رہنا۔ (پھر فرمایا) اے لوگو! تم سے میرے متعلق سوال کیا جائے گا، بتاؤ کہ پھر تم کیا جواب دو گے۔ حاضرین نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے اور اُمت کو نصیحت فرما دی اور (بے یقینی و گمراہی کے) گرد و غبار اور پردوں کو (نورِ ہدایت کے ساتھ) دور فرما کر ہر حقیقت کو عیاں فرما دیا ہے۔ اور اپنے ذمہ رسالت و نبوت کی) امانت کو اس طرح ادا فرمایا جیسا کہ ادا کرنے کا حق تھا۔

اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی پھر لوگوں کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا۔

اللھم اشھد، اللھم اشھد، اللھم اشھد۔

(اے اللہ تعالیٰ تو گواہ رہ، اے اللہ تعالیٰ تو گواہ رہ، اے اللہ تعالیٰ تو گواہ رہ)

(والسلام علیکم ورحمۃ اللہ) (تم پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں)۔ ☆

☆ واضح رہے کہ یہ ترجمہ مختلف روایات مندرجہ کتب صحیح مسلم، طبقات ابن سعد، سیرت ابنِ ہشام جلد رابع، معدنِ الاعمال روایات نمبر 1109,1108 بحوالہ ابن جریر و ابنِ عساکر، مدارج النبوہ جلد دوم، جمہرۃ الخطب (احمد زکی) جلد اول (صفحہ 57-58) سبل الہدیٰ جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 644 تا صفحہ 646، پہ مرقوم عبارات کے مطابق نقل کیا گیا ہے۔ اور کوشش کی گئی ہے کہ ان کتب میں مندرج ساری باتیں ایک تسلسل کی لڑی میں پرو دی جائیں۔ اس لئے جملوں کا آگے پیچھے ہونا ممکن ہے۔ یہ ناچیز بارگاہِ رسالت میں اُس کی شان کریمی سے ملتجی ہے کہ کی کوتاہی مغفور اور سعی مشکوہ ہو۔ آمین ثم آمین)

اخلاق کریمہ کے ثمرات

قارئین کرام!

آپ اپنے آقا رسولِ محتشم عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صرف اسی صفت مبارکہ ''اخلاقِ کریمہ'' کو اپنا کر دیکھیں آپ کا گھر، آپ کا دفتر، آپ کی فیکٹری انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً بالیقین جنت نظیر بن جائیں گے۔ بگڑی ہوئی اولاد اور کھلنڈرے ماتحت خود بخود راہِ راست پر آ جائیں گے اور اس طرح انشاء اللہ والدین اور افسران بالا کا آپ سے سلوک قابلِ رشک ہو جائے گا۔ پھر غور فرمایئے کہ ایک سنتِ مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کے یہ ثمرات ہیں تو سب سنتوں کو اپنا لینا کس قدر عظمت کا باعث ہوگا۔ اس تمام گفتگو کا حاصل یہ ہوا کہ۔ اس سلسلے میں درج ذیل تین باتیں نہایت اہم ہیں۔

(۱)......اپنے ذمہ فرض یعنی ڈیوٹی کو احسن ترین طریقہ سے نبھایئے۔

(۲)......اپنے ذاتی دشمن سے مناسب انداز میں درگزر سے کام لیجئے۔

(۳)......حدودِ الٰہیہ کے نفاذ میں سختی کیجئے۔

(۱)۔فرض کی ادائیگی

حقوق العباد والدین کے ذمہ اولاد اور اولاد کے ذمہ والدین کے حقوق ادا کرنا، خاوند کے ذمہ بیوی اور بیوی کے ذمہ خاوند کے حقوق ادا کرنا، رشتہ داروں کے ذمہ رشتہ داروں اور بہن بھائیوں کے ذمہ بہن بھائیوں کے حقوق ادا کرنا۔ ہمسائے کے ذمہ ہمسائے اور ایک مسلمان کے ذمہ دوسرے مسلمان کے حقوق ادا کرنا۔ افسرانِ

بالا کے ذمہ ماتحتوں اور ماتحتوں کے ذمہ افسرانِ بالا کے حقوق ادا کرنا۔آ قا کے ذمہ اپنے مزدوروں اور مزدوروں کے ذمہ اپنے آ قا کے حقوق ادا کرنا، الغرض اُستاد کے ذمہ شاگرد اور شاگرد کے ذمہ استاد کے حقوق ادا کرنا فرض ہیں۔(علیٰ ھذا القیاس)

لہٰذا آپ کی جو بھی حیثیت ہے اسی حیثیت کے مطابق پوری ذمہ داری سے اپنا فرض ادا کیجئے

(۲)۔ذاتی دشمن سے درگزر

اگر کوئی آپ کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیتا ہو یا اس نے آپ کی ذات کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہو تو جہاں تک ممکن ہو معاف کر دیجئے۔ بدلہ لینے کی کوشش نہ کریں۔لیکن اگر وہ کمینہ خصلت ہو کہ معافی کے بعد پھر آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو مناسب طریقہ سے سزا دیجئے کیونکہ ''مسلمان ایک سوراخ سے دوسری بار ڈنگ نہیں کھاتا''(بخاری کتاب الادب) مگر سزا میں حد سے تجاوز نہ کیجئے۔ یہ بات ذاتی دشمن کی ہے قومی دشمن غدار ہوتا ہے اس سے درگذر جائز نہیں۔

(۳)حدود الٰہیہ کا نفاذ

اس میں کسی قسم کی صلح اور مداہنت کی اجازت نہیں اس پر خود بھی سختی سے عمل کیجئے اور اپنے ماتحتوں اور متعلقین کو مناسب سختی کے ساتھ حدود الٰہیہ پر عمل کی ترغیب دیجئے۔یہ آپ کے فرائض میں اہم ترین فرض ہے۔

بے نمازی سے سختی کا برتاؤ

اگر آپ کے بیوی بچے یا چھوٹے بہن بھائی آپ کے ماتحت ہیں اور نماز

ادانہیں کرتے تو ان کوسختی کے ساتھ نماز کا پابند بنائے۔اگر خاوند یا والدین یا افسران بالا بے نماز ہیں تو ان کو مناسب انداز میں نماز کی ترغیب دیجئے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قابل تعظیم

یاد رکھیئے اہل بیت اطہار۔صحابہ کرام اولیاء عظام کی تعظیم اللہ تبارک وتعالیٰ اوراس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نسبت کی وجہ سے ہے اس لئے ان کی تعظیم ملحوظ خاطر رکھنا بھی فرض ہے۔

گستاخ رسول قابل نفرت

اگر کوئی خدانخواستہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ یا اس کے محبوب مکرم رسول محتشم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی بکے تو ہرگز ہرگز درگزر سے کام نہ لیجئے کائنات ہستی میں اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی عزت والا نہیں اگر گستاخ ماتحت ہو تو اسے سزا دیجئے اور اگر آپ ماتحت ہیں تو اس سے شدید نفرت کیجئے۔

بحمداللہ تعالیٰ!

آپ نے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ کریمہ کے بارے مختصر تحریر کا مطالعہ فرمایا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں میری ان گذارشات کو اپنی عملی زندگی میں اپنائیں گے تاکہ معاشرے وماحول میں پھیلی ہوئی انارکی اور خرابیاں دور ہوجائیں۔

یاد رکھیئے!

اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے میں ہی دنیا وآخرت کی فلاح ممکن ہے۔

(حواشی)

1۔ اَخْرجَہٗ،ترمذی رقم الحدیث1987،دارمی رقم الحدیث2791،مسندامام احمد153/5

2۔ابوداؤدرقم الحدیث4799،ترمذی رقم الحدیث2018،مسندامام احمد189/2

3۔ابوداؤدرقم الحدیث4798،موطاامام مالک904/2رقم الحدیث6،مسندامام احمدرقم الحدیث90/6

4۔بخاری رقم الحدیث3759،ترمذی رقم الحدیث20/8،مسندامام احمد189/2

5۔ترمذی   الترغیب والترہیب۔

6۔شرح السنہ الامام بغوی علیہ الرحمہ

7۔موطاامام مالک902/3رقم الحدیث1

8۔صحیح بخاری کتاب الادب

9۔صحیح بخاری کتاب الادب

10۔بخاری رقم الحدیث6038،صحیح مسلم رقم الحدیث2309/5،ابوداؤدرقم الحدیث4774،ترمذی
رقم الحدیث2015،دارمی45/1رقم الحدیث82

11۔خلاصہ حدیث بیہقی شعب الایمان رقم الحدیث8070۔مسندامام احمد231/3

12۔بخاری رقم الحدیث6031،مسندامام احمد158/3

13۔بخاری رقم الحدیث3562،مسلم رقم الحدیث2320/67،ابن ماجہ رقم الحدیث4180،مسندامام احمد79/3

14۔صحیح مسلم1814/4رقم الحدیث2328/79،ابوداؤدرقم الحدیث4786،ابن ماجہ رقم الحدیث1984

15۔ترمذی رقم الحدیث3641،مسندامام احمد190/4

16۔ترمذی رقم الحدیث2490،ابن ماجہ رقم الحدیث3716

17۔بخاری رقم الحدیث3149،مسلم رقم الحدیث128-1057،ابن ماجہ رقم الحدیث3553
مسندامام احمد223/4

18۔بخاری2821،نسائی رقم الحدیث3688،موطاامام مالک457/2رقم الحدیث22

19۔صحیح بخاری3231،صحیح مسلم رقم الحدیث1797/111

20۔ابوداؤدرقم الحدیث495،ترمذی رقم الحدیث408

21۔صحیح مسلم رقم الحدیث651/251، ابوداؤدرقم الحدیث548،ترمذی رقم الحدیث217،
نسائی رقم الحدیث848،ابن ماجہ رقم الحدیث791۔

22۔ابوداؤدرقم الحدیث553،نسائی رقم الحدیث851